(۵) البخاری ص/۴۹۱، ج/۱
(۶) ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی کتاب الاعتصام، القاہرہ مطبعہ المنار، ۱۳۳۱ھ، ج۱ ص/۲۴۴
(۷) ایضاً ج۱ ص/۱۶
(۸) محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی، سنن الترمذی، تحقیق ابراہیم عطوہ عویض (مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۷۵ھ) ج/۵، ص/۳۴ ☆ ابو داؤد، ج۲ ص/۱۵۹ ☆ المنذری، مختصر سنن ابی داؤد، ج۵ ص/۱۵۳
(۹) البخاری، ج/۱ ص/۱۹
(۱۰) مجلۃ کلیۃ اللغۃ العربیہ، الریاض، شمارہ ۲، (۱۳۹۲-۱۹۷۲) ص/۳۰۹ و ابن عبدربہ، ج ۲، ص/۲۱۵
(۱۱) محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیۃ الطرق الحکمیہ والسیاسۃ الشرعیہ تحقیق محمد جمیل غازی، القاہرہ مطبعہ المدنی، ۱۳۷۷ھ ص/۴۰۳
(۱۲) محمد ابن ادریس الشافعی، کتاب الام، القاہرۃ، مکتبۃ الکلیات الازہریہ، ۱۳۵۱ھ، ج/۴۔ ص/۲۶۳
(۱۳) عبدالرحمٰن ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون (المقدمہ)، الطبعہ الثالثۃ، (بیروت، دارالکتاب، ۱۹۵۶ء)، ج۱ ص/۷۵۴
(۱۴) علی عبدالرحمٰن، "کنوز العلم فی ام القریٰ" الکتاب شمارہ/۲، (۱۹۶۸ء) ص/۲۲
(۱۵) حمیداللہ صحیفہ، ہمام بن منبہ، بار چہارم (حیدرآباد دکن، مکتبہ نشاۃ ثانیہ، ۱۳۷۸ھ) ص/ ۱۹
(۱۶) علی بن احمد السمہودی، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید، (مصر، مطبعہ السعادۃ ۱۳۷۴ھ) ج۱ ص۱۵ خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ (مکۃ المطبعہ الأمیریۃ، ۱۳۱۶ھ) ص۲،
(۱۷) ابن خلدون، ج/۱، ص/۷۸۴، ۷۸۵
(۲۸) ایضاً
(۱۹) علی بن احمد حزم، الاحکام فی اصول الاحکام تحقیق احمد محمد شاکر (مصر مطبعہ السعادہ ۱۳۴۷ھ) ج/۵؛ ۱۰۴/

(۲۰) شمس الدین محمد بن احمد الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ط:۳ (حیدر آباد دکن، الہند مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۹۵۶ء) ج۱، ص۷۰

(۲۱) احمد بن علی الخطیب البغدادی، تقیید العلم تحقیق یوسف العش (دمشق، المجھد الفرنسی، ۱۹۴۹ء) ص/۱۱۰

(۲۲) الخطیب، ج/۹، ص/۳۲۳

(۲۳) ابن عبدربہ، ج۲، ص۲۰۸

(۲۴) اداریہ انوار مدینہ اگست ۲۰۰۷ء

(۲۵) روزنامہ نوائے وقت ۱۷ جولائی ۲۰۰۷

(۲۶) نوائے وقت ۱۸ جولائی ۲۰۰۷ء

(۲۷) القاسم اگست ۲۰۰۷ء

(۲۸) روزنامہ اسلام ۱۱ جولائی ۲۰۰۷ء

(۲۹) روزنامہ اسلام ۱۵ جولائی ۲۰۰۷

(۳۰) روزنامہ اوصاف، ۱۲ جولائی ۲۰۰۷ء

(۳۱) روزنامہ اسلام ۷ جولائی ۲۰۰۷

(۳۲) روزنامہ ایکسپریس پشاور ۱۱ جولائی ۲۰۰۷ء

(۳۳) روزنامہ اوصاف ۱۱ جولائی ۲۰۰۷ء

عالمی قیام امن کے لئے

قومی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس ۲۰۰۷ء

بعنوان

عالمی مذاہب کے درمیان مکالمہ

باہمی خدشات، امکانات اور تصادم
اُسوۂ انبیاء علیہم السلام اور کتب مقدسہ کے تناظر میں

"کانفرنس میں شرکت کے لئے تمام مذاہب (اسلام، یہودیت، عیسائیت، ہندومت، بدھ مت، سکھ اور پارسی وغیرہ) کی موزوں ترین شخصیات کے انتخاب کے لئے ہمیں تحریری مشورے عنایت کیجئے اور اگر آپ خود بھی دلچسپی رکھتے ہوں تو اپنا اندراج جملہ تحریری کوائف و رابطہ نمبر کے ساتھ کروا دیجئے"۔

ہم سمجھتے ہیں دنیا میں حقیقی و دائمی امن مذاہب کے درمیان مکالمہ کے ذریعہ ممکن ہے اور اسلام نے (سورئہ آل عمران آیت ۶۴) سب سے پہلے اس کی دعوت دی ہے۔

زیر اہتمام

انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی سندھ (رجسٹرڈ)

صدر انجمن: پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی
پتہ: مکان نمبر 162 سیکٹر L/8 اورنگی ٹاؤن کراچی

پاکستان میں ہم آج تک اپنی آئیڈیالوجی طے نہیں کر سکے

پروفیسر ڈاکٹر سید سلمان ندوی ابن علامہ سید سلیمان ندویؒ
کے۔زیڈ۔یو۔یونیورسٹی ساؤتھ افریقہ

ہر ملک میں ایک آئیڈیالوجی ہوتی ہے، کوئی سیکولر ہے، کوئی کمیونسٹ ہے، کوئی سوشلسٹ ہے لیکن قیام پاکستان سے آج تک عملاً ہم طے نہیں کر سکے ہماری آئیڈیالوجی کیا ہوگی عربی زبان کے مذہبی، معاشرتی و معاشی فوائد ہیں۔ لہٰذا اسے فروغ دینا نہ صرف جامعات کی بلکہ حکومت وقت کی بھی ذمہ داری ہے۔ ہبرو زبان دنیا سے ناپید ہوگئی تھی قیام اسرائیل کے بعد اسے سرکاری زبان قرار دے کر دوبارہ زندہ کیا گیا آج ہر اسرائیلی اسی زبان میں لکھتا پڑھتا اور بولتا ہے۔ تمام مغربی مما لک اشیاء صرف واشتہارات پر قومی زبان کے ساتھ عربی بھی لکھتے ہیں، مغربی مما لک میں اسلامی علوم پر پی ایچ ڈی کرنے والے پر لازم ہے اسے عربی آتی ہو جبکہ ہمارے ملک میں عربی پڑھانے والے کیلئے بھی لازمی نہیں کہ اسے عربی آتی ہو، صرف ڈگری ہونی چاہئے لہٰذا فکری تبدیلی کی ضرورت ہے آپ اساتذہ کرام کو اس پر سنجیدگی سے توجہ دینی چاہئے۔

جو عربی سے محبت نہیں کرتا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں کرتا

پروفیسر ڈاکٹر سید کمال الدین
قائم مقام وائس چانسلر وفاقی اردو یونیورسٹی

جو عربی سے محبت نہیں کرتا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں کرتا ہے اس لئے کہ دعویٰ محبت کا تقاضا ہے کہ ہم جس سے محبت کا تقاضا کرتے ہیں اس کی زبان سیکھنے کی کوشش کریں۔ اس جیسا بننے کی کوشش کریں اسلام دین فطرت ہے جملہ احکامات فطرت کے مطابق ہیں داڑھی مردانگی کی نشانی ہے جانوروں میں بہت سے نر ایسے ہیں جن کی داڑھی ہوتی ہے حیوانیات میرا سبجیکٹ ہے میں یہ بات تحقیق کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں

پردہ خواتین کی فطرت کے مطابق ہے اس لئے خواتین کو پردہ کرنا چاہئے دنیا کے کسی آسمانی مذہب میں اختلاط مرد وزن کی اجازت نہیں رہی ہے

ناجائز ذرائع سے حرام کمانا ہمیشہ حرام رہا ہے آج بہت سے لوگ مجھ سے خفا ہیں جبکہ نہ میں کھاتا ہوں نہ انہیں کھانے دیتا ہوں مجھے ہٹانا چاہتے ہیں لیکن مجھے اس کی فکر نہیں رہی

ڈاکٹر بدر الدین صاحب نے اور ڈاکٹر صلاح الدین ثانی صاحب نے اس شاندار سیمینار کے انعقاد کیلئے جو کوششیں کی ہیں اس پر میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں اور مساوی سرٹیفکیٹ کے اجراء کا مطالبہ شعبہ عربی میں داخلوں کے مسائل انشاء اللہ حل کئے جائیں گے۔ ادارہ میں ڈاکٹر سید سلمان ندوی کی آمد پر ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں

عربی زبان اسلامی ممالک میں رابطہ کا ذریعہ ہے
خطاب : پروفیسر رعنا ہلال صاحبہ
ڈین فیکلیٹی آف آرٹس وفاقی اردو یونیورسٹی

سب سے پہلے میں اس سیمینار کے انعقاد پر ڈاکٹر قاری بدرالدین صاحب کو مبارک باد دیتی ہوں عربی زبان ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ جو پوری دنیا میں بولی جاتی ہے اردو یونیورسٹی میں یہ شعبہ 2003 سے قائم ہے عربی زبان کی اہمیت کو اجاگر کرنے کیلئے ہمیں اس شعبہ پر توجہ دینا ہوگی۔ جو طلبا عربی زبان سیکھنے کے خواہش مند ہیں ان کو جامعہ کی طرف متوجہ کیا جائے۔ عربی زبان تمام اسلامی ممالک میں تعلق اور رابطہ کا بھی اہم ذریعہ ہے۔

ہماری جامعہ کو اس شعبہ کی طرف بھرپور توجہ دینی چاہیے کیونکہ عربی زبان کی ہمیں قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے بالخصوص حج کیلئے جاتے ہیں تو وہاں اس زبان کی اہمیت سامنے آتی ہے اس شعبہ کے چیئر مین ڈاکٹر قاری بدرالدین نے بڑی محنت کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے ان کو پھر مبارک باد دیتی ہوں کہ واقعی وہ اپنے شعبہ کیلئے انتھک محنت کررہے ہیں مگر یہ ان کے شعبہ کے ساتھ زیادتی ہے کہ اس سال داخلہ سے شعبہ کو محروم رکھا گیا ان ہی کلمات کیساتھ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

اگر ہم عربی نہیں سیکھتے تو قرآن کا حق ادا نہیں کر سکتے
(مہمان اعزازی) پروفیسر حافظ محمد سلفی صاحب

الحمد لله و كفىٰ واسلام على عباد الذين اصطفى المصطفىٰ امّا بعد كان من الواجب قد يكون هذا المعتمر بلغة العربيه، سامعين و مستمعين، وقايلين وحاضرين، لان المرقة والمناسبة كله بلغة العربيه والناس يسعون لترويج لغة العربيه

حمد وثنا کے بعد آج مجھے بہت زیادہ خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ مجھے 45 سال بعد پھر اس ادارے اردو یونیورسٹی سے تعلق کا موقع مل رہا ہے میں اسی اردو کالج سے انٹر کے طالب علم کی حیثیت سے یہاں اکتساب علم کرتا تھا۔

آج مجھے اس ادارہ میں گفتگو کرنے کیلئے مدعو کیا گیا تو بڑی خوشی ہوئی۔ انٹر کرنے کے بعد مجھے سعودی عرب میں اسکالرشپ مل گئی اسلامک یونیورسٹی میں اسلامک لاء میں گریجویشن کیا اور [illegible]

سال کا عرصہ وہاں گزارا۔اس کے بعد 4500 طالب علموں میں سے 10 طالب علموں کو منتخب کیا گیا۔افریقہ میں تبلیغ اسلام اور عربی کی ٹیچنگ کیلئے تو ان دس خوش نصیبوں میں میں بھی تھا۔پانچ سال مغربی افریقہ اور پندرہ سال مشرقی افریقہ میں یہ ذمہ داری نبھائی نیروبی میں بھی لیکچر دیتا رہا۔ اپنی ذمہ داری نبھائی نیروبی اور دیگر یونیورسٹیز میں اسلامیات کی ٹیچنگ کی۔

آج کے اس سیمینار کا مقصد ان تمام مقالات کا لب لباب یہ ہے۔ہم بحیثیت مسلمان عربی زبان کو نہیں سمجھتے اور نہیں سیکھتے تو ہم قرآن کا حق ادا نہیں کرتے۔اللہ سے جڑنے کا طریقہ اختیار نہیں کر رہے اور نماز کے بارے میں علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ

وہ سجدہ جس سے روئے زمیں کانپ جاتی ہے
ترستے ہیں آج اس کو منبر ومحراب

آج ہم نمازوں میں رکوع اور سجود کو عادت کے طور پر دہرا رہے ہیں عبادت نہیں کر رہے ہیں کیونکہ عبادت سوچ اور سمجھ کر ہوتی ہے۔امام شافعیؒ کا ایک جملہ تھا۔دنیا کمانا چاہتے ہو تو علم حاصل کرو آخرت کمانا چاہتے ہو تو علم حاصل کرو۔میرے ایک استاذ نے ایک بات کہہ دی کہ دین سمجھنا چاہتے ہو تو عربی سیکھو، دنیا کمانا چاہتے ہو تو عربی سیکھو۔اگر ہم عربی نہیں سیکھیں گے تو ہمارا تعلق اللہ سے رسول سے قرآن سے اسلام و روحانیت سے نہیں جڑ سکتا جب تک اس زبان میں درک حاصل نہ کریں۔اگر مسلمان روزانہ ایک صفحہ قرآن کو ترجمہ کر کے پڑھے گا تو زبان عربی سے روشناس ہو جائے گا اور ہمیں بحیثیت مسلمان انفرادی طور پر سرخرو ہونے کیلئے عربی سیکھنی چاہئے۔

کیونکہ ''احبوا العربیة بثلاث انی عربی والقرآن عربی ولغة اھل الجنتة عربی''

نبی کریمؐ نے فرمایا عرب سے تین وجہ سے محبت کرتا ہوں میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے، اور اہل جنت کی زبان عربی ہے دنیا کی کسی زبان کو سیکھنے کیلئے بازار سے کتاب خریدنے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ہر مسلمان کے گھر میں پہلے ہی قائدہ سے لیکر عربی کی پوری ڈکشنری یعنی قرآن موجود ہے بس ضرورت اس بات کی ہے عربی زبان کو اہمیت دیتے ہوئے اس کتاب کا مطالعہ اپنے روز معمول کی طرح اپنی عادت بنالیں تو ہم بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔اللہ ہمیں عربی زبان کے ساتھ ساتھ قرآن اور دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر پاکستان میں عربی رائج ہوتی تو وحدت ہوتی
پروفیسر سلمان ڈی محمد صاحب صدر انجمن اساتذہ عبدالحق کیمپس (بحیثیت مہمان اعزازی) سیمینار منعقدہ وفاقی اردو یونیورسٹی

نے سیمینار میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اس سیمینار کے ذریعہ ایک مسئلہ کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ میں مسلمان ہوں اور ایک مسلم گھرانے میں پیدا ہوا ہوں۔ کہا گیا کہ قرآن پڑھو میں نے پڑھا پھر نماز پڑھنے کا کہا گیا۔ قرآن وہ واحد کتاب ہے جو میں بغیر سمجھے پڑھتا ہوں باقی کوئی کتاب میں بغیر سمجھے نہیں پڑھتا۔ اور نماز وہ واحد عبادت ہے جسے میں بغیر سمجھے ادا کرتا ہوں میں نے تاریخ میں پڑھا کہ ایک قرآن کی آیات سن کران کی شخصیت تبدیل ہو جاتی تھی میں محسوس کرتا ہوں کہ قرآن سنتا ہوں لیکن مجھ میں اور جانور میں فرق نہیں ہے۔ وہ بھی مالک کی بات سنتا ہے سمجھتا ہے لیکن میں قرآن سنتا ہوں سمجھتا نہیں۔ ایسی کیفیات ایک مرتبہ خانہ کعبہ میں ہوئی کہ ایک مرتبہ امام کعبہ تلاوت کررہے تھے تو ایک عورت زاروقطار رورہی تھی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ قرآن کو سمجھ رہی ہے۔ اگر پاکستان کی زبان عربی ہوتی تو امت میں وحدت ہوتی اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے حوالہ سے ہماری مشترکہ کوششیں ہوتیں۔

جہاں تک عربی زبان کا تعلق ہے تو جیسے اردو کا دامن محدود ہے ایسے عربی کا نہیں۔ لیکن عربی بہت امیر اور وسیع زبان ہے اردو میں 24 گھنٹوں میں 8 پہر ہوتے ہیں لیکن عربی میں ہر گھنٹے کیلئے ایک الگ نام ہے۔ بادل کیلئے ہر کیفیت کا الگ نام ہے۔

اگر پاکستان میں عربی رائج ہوتی تو وحدت ہوتی اور اللہ کی رسی کو تھامنے کا جو تصور ہے وہ پورا ہو جاتا اور امت آپس میں متحد اور متفق ہو جاتی۔ ابھی بھی موقع ہے کہ عربی کو اپنے حلقہ اثر میں رائج کریں پاکستان کی تمام یونیورسیٹز میں عربی لینگویج کو اہمیت دی جائے

جیسا کہ معلوم ہوا کہ عربی شعبہ میں ڈاکٹر قاری بدرالدین اس کیلئے کوشش کررہے ہیں

(ا) وہ اپنے شعبہ کیلئے تن تنہا کوشش کررہے ہیں کبھی داخلہ کیلئے پوسٹر لگاتے ہوئے اور خود بینر لگاتے ہوئے نظر آرہے ہیں میں سمجھتا ہوں انشاءاللہ قاری صاحب کی یہ کاوش ضرور کامیاب ہوگی اور انتظامیہ کو بھی چاہئے کہ شعبہ عربی کی جانب بھرپور توجہ دیں اور ڈاکٹر قاری بدرالدین صاحب کی حوصلہ افزائی کریں، عربی کو فروغ دینے کیلئے مزید اقدامات کرے عربی عظیم زبان ہے قرآن وحدیث کی زبان ہے جنت اور فرشتوں کی زبان ہے سب سے بڑھ کر ہمارے پیارے نبی کی زبان ہے

دینی مدارس کے طلباء وطالبات کو بھی جملہ شرائط کے ساتھ عصری علوم حاصل کرنے کا موقع فراہم کر کے قومی دھارے میں آنے دیاجائے

خطاب: پروفیسر ڈاکٹر قاری بدرالدین
صدر شعبہ عربی وفاقی اردو یونیورسٹی عبدالحق کیمپس کراچی

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد!

آج کی یہ محفل میرے لئے باعث مسرت ہے کہ شعبہ عربی کے زیراہتمام قائم مقام شیخ الجامعہ کی صدارت میں یہ سیمینار منعقد ہو رہا ہے۔ میں قائم مقام شیخ الجامعہ جناب پروفیسر کمال الدین صاحب کا انتہائی ممنون ومشکور ہوں کہ آپ نے اپنا قیمتی وقت نکال کر شعبہ کی سرپرستی فرمائی۔ میں انچارج رئیس کلیہ فنو پروفیسر رعنا ہلال صاحبہ کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنکی خصوصی توجہ اور شفقت سے ہم یہ سیمینار منعقد کرنے کے قابل ہوئے۔ میں آج کے سیمینار کے مہمان خصوصی پروفیسر ڈاکٹر سید سلمان ندوی ان علامہ سید سلیمان ندویؒ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو ساؤتھ افریقہ سے تشریف لائے ہیں اور ہماری دعوت پر آج کی محفل کی زینت ہیں۔ میں اس کے ساتھ ساتھ انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی کا بھی ممنون ہوں کہ جن کے اشتراک سے اس سیمینار کا انعقاد کامیابی سے ہمکنار ہوا

بالخصوص میں اپنے محترم سپروائزر جناب پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی صاحب صدارتی ایوارڈ یافتہ، صدر انجمن، و پرنسپل قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج کا مشکور ہوں جن کی محنت وکاوش اور سرپرستی کے نتیجے میں ہم یہ پروگرام پائی تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے

آخر میں اپنی یونیورسٹی کے رفقاء کار اساتذہ کرام کا بھی مشکور ہوں جن کی شرکت سے آج اس محفل کی رونق دوبالا ہوئی ہے

جناب شیخ الجامعہ ومعزز مہمانان گرامی وطلباء کرام ودیگر سامعین خواتین وحضرات جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ سیمینار عربی زبان وادب اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کیلئے منعقد کیا گیا ہے۔ عربی زباب کی افادیت سے کون مسلمان واقف نہیں بلکہ ہر مسلمان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ اگر

مبارک زبان کو سمجھے کیونکہ یہ نہ صرف بین الاقوامی زبان ہے بلکہ قرآن مجید بھی اس زبان میں نازل ہوا ہے، ہمارے پیارے نبیؐ کی زبان عربی، فرشتوں کی زبان عربی، برزخی زبان عربی، سب سے بڑی بات یہ کہ جنت والوں کی زبان بھی عربی ہوگی۔

میں یہاں شعبہ عربی کے حوالہ سے سامعین کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا بے شک جامعہ ھذا میں دیگر شعبوں کے ساتھ عربی کا شعبہ بھی وجود میں آیا لیکن یہ صرف اپنے وجود کی حد تک ہی رہا کیونکہ سابق شیخ الجامعہ کی سخت داخلہ پالیسی کی وجہ سے اس شعبہ کے ساتھ سوتیلے پن کا سکول کیا گیا بلکہ اس شعبہ کو دوسرے شعبوں کے ساتھ ضم کر کے ختم کرنے کی بھی کوشش کی گئی جس کی زندہ مثال گزشتہ سال کی داخلہ پالیسی آپ کے سامنے ہے۔ کچھ خاص شعبوں کے نوازنے کیلئے بعض دیگر شعبوں کی طرح اس شعبہ میں بی اے (آنرز) سال اول اور ایم اے سال اول میں نئے طلبا و طالبات کو داخلہ نہیں دیا گیا۔ ان تمام حقائق کے باوجود موجودہ قائم مقام شیخ الجامعہ سے میں امید رکھتا ہوں اور ملتمس بھی ہوں کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ گزشتہ حق تلفیوں کا ازالہ فرما کر اس شعبہ کی مکمل سرپرستی فرمائیں اور داخلہ پالیسی کو نرم کر کے دینی مدارس کے طلبا و طالبات کو بھی جملہ شرائط کے ساتھ عصری علوم حاصل کرنے کا موقع فراہم کر کے انہیں قومی دھارے میں آنے دیا جائے نیز شعبہ عربی کی طرح دیگر شعبوں مثلاً شعبہ تاریخ عام، شعبہ اسلامیات، شعبہ جغرافیہ شعبہ نفسیات اور شعبہ اردو وغیرہ میں داخلے دیئے جائیں تاکہ ان منتظر طلبا و طالبات کا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچ جائے جو گزشتہ سال داخلہ نہ ملنے کی وجہ سے اب تک داخلے کے منتظر ہیں کیونکہ کسی بھی جامعہ کا یہ اصول نہیں کہ وہ شعبوں کو بند کرے بلکہ لفظ جامعہ کی تکمیل ہی نہ مکمل ہے جب تک مختلف نئے شعبوں کا آغاز نہ کیا جائے۔ جامعہ کراچی کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے جہاں شعبہ بنگالی میں ایک بھی طالب علم نہیں مگر شعبہ اب تک بند نہیں ہوا مگر ہماری جامعہ کی یہ نرالی پالیسی ہے کہ ابھی قائم ہوئے چند سال بھی نہیں ہوئے مگر ان نوزائیدہ شعبوں کی گردن پر تلوار لٹکا دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں میں درخواست کرتا ہوں کہ داخلوں کیلئے اخبارات میں شائع ہونے والے اشتہار میں خصوصیت کے ساتھ شعبہ عربی کو بھی شامل کیا جائے تاکہ اس شعبہ میں دلچسپی رکھنے والے طلبا و طالبات کو بروقت اطلاع ہو سکے اور یہ شعبہ ترقی پا سکے۔

وما علینا الا البلاغ

سیمینار کا مقصد: علوم اسلامیہ و عربیہ کی تدریس و نصاب میں بہتری لانا اساتذہ کے تدریسی وتصنیفی ذوق کو بہتر بنانا ہے

خطاب: پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی صدر انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کا خطاب

سب سے پہلے پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی صاحب نے سیمینار کے مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا۔ معزز سامعین آج اس سیمینار میں ہم تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ بالخصوص پروفیسر ڈاکٹر سید سلمان ندوی صاحب جو ساؤتھ افریقہ سے تشریف لائے ہیں عظیم باپ کے عظیم فرزند ہیں۔ ہم سب آپ کے خصوصی خطاب سے استفادہ کریں گے۔ یہ سیمینار جس کے موضوع سے آپ لوگ آگاہ ہی ہو چکے ہیں انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی اور وفاقی اردو یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے اشتراک سے منعقد کیا جارہا ہے۔ ہماری اس انجمن کا اس یونیورسٹی سے ایک خاص تعلق اور رشتہ ہے 1962 میں جب یہ کالج تھا تو اسی کالج میں اس ادارہ کی بنیاد رکھی گئی 1985 میں یہ انجمن رجسٹرڈ ہوئی اس وقت کراچی کے دوسو پچاس کالجز کے علوم اسلامیہ والعربیہ سے وابستہ اساتذہ کرام کی یہ واحد رجسٹرڈ نمائندہ تنظیم ہے تنظیم کے قیام کا مقصد سیمینار، ورکشاپ اور کانفرسوں کا انعقاد اور علوم اسلامیہ وعربیہ کی تدریس ونصاب میں بہتری لانا اساتذہ کے تدریسی اور تصنیفی، ذوق کو فروغ دینا بہتر بنانا تبلیغی فرائض کو ادا کرنے کے ساتھ اپنی اور معاشرہ کی اصلاح کرنا ہے پچھلے ڈیڑھ دوسال سے جب سے اساتذہ کرام نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو منتخب کیا ہے الحمدللہ اس عرصہ میں ہم نے دو صوبائی سیرت النبی کانفرنس، دو سیمینار اور دو تربیتی نشستیں منعقد کی ہیں۔ اس سلسلہ کا آج یہ تیسرا سیمینار ہے۔ اس کے علاوہ ششماہی مجلہ علوم اسلامیہ انٹرنیشنل جو چار زبانوں میں شائع کیا جاتا ہے۔ یعنی اردو، عربی، انگریزی، سندھی یہ ہم نے جاری کیا ہے۔ جس کے دو سیرت النبی نمبر شائع ہو چکے ہیں اسکے علاوہ ایک تعلیم وتحقیق نمبر شائع ہو چکا ہے ایک نیا شمارہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی" زیر اشاعت ہے۔ یہ ہم نے حال ہی میں ایک سیمینار منعقد کیا تھا اسمیں جو مقالے پڑھے گئے تھے وہ زیر اشاعت ہیں۔ جو انشاء اللہ جلد شائع

ہونگے اور اس سیمینار میں جو مقالات پیش کیۓ گۓ ہیں اگر اردو یونیورسٹی نے شائع کیا تو ٹھیک ورنہ اسی زیر اشاعت مجلّہ میں خصوصی نمبر بن کر شائع ہونگے۔ یہ مجلّہ ویب سائٹ پر بھی جاری ہوتا ہے اور دنیا بھر میں اس کا مفت مطالعہ ہوتا ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگ اس سے استفادہ کرسکیں۔ اس بات کی دلی خوشی ہے کہ ڈاکٹر قاری بدرالدین صدر شعبہ عربی جنہوں نے میرے زیر نگرانی پی ایچ ڈی مکمل کیا ہے آپ نے اس مقصد کو فروغ دینے میں بھرپور رول ادا کیا اس سیمینار کے انعقاد صرف کا مقصد یہ ہے کہ عربی زبان جو کہ ہمارے پیارے نبی کی زبان ہے اس کو فروغ دیا جائے اور اس کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے ہم اس سلسلہ میں اہل علم حضرات سے رہنمائی کے خواہاں ہیں کہ وہ اپنے گرانقدر خیالات سے ہماری اور جامعہ کی رہنمائی فرمائیں کہ عربی زبان کے فروغ کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے طلبہ وطالبات کو شعبہ عربی میں داخلہ کے لئے کس طرح راغب کیا جائے عہد حاضر میں عربی زبان کی اہمیت کیا ہے عربی سکھانے کیلئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے عربی نصاب کو بہتر بنانے کے لئے شعبہ کی رہنمائی کے خواہاں ہیں اس کے علاوہ نصاب میں شامل کرنے کیلئے کون کون سی کتابیں مفید ہوسکتی ہیں مجھے امید ہے کہ یہ سیمینار شعبہ عربی اور وفاقی اردو یونیورسٹی کی نیک نامی کا باعث ہوگا۔ اور اللہ نے چاہا تو اس کے ذریعہ شعبہ میں داخلوں کو فروغ حاصل ہوگا اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس جامعہ سے فیض حاصل کر ان کلمات پر اپنی بات کو مکمل کرتا ہوں اس کے بعد مقالات کا سلسلہ شروع ہوگا۔

انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی اور وفاقی اردو یونیورسٹی کے اشتراک سے شعبہ عربی وفاقی اردو یونیورسٹی کے زیر اہتمام 28 اگست 2006ء بروز پیر ایک سیمینار منعقد ہوا سیمینار کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا تلاوت قرآن پاک کی سعادت قاری کامران شیروانی صاحب نے حاصل کی، تلاوت کے بعد نعت مقبول ﷺ پیش کی گئی

بعد حمد وصلوۃ باقاعدہ سیمینار کا آغاز ہوا

اسٹیج سیکریٹری کے فرائض پروفیسر یاسر قاضی صاحب نے انجام دیئے عنوان تھا "عہد حاضر میں عربی زبان وادب کا فروغ طریقہ کار اور اس کی اہمیت"

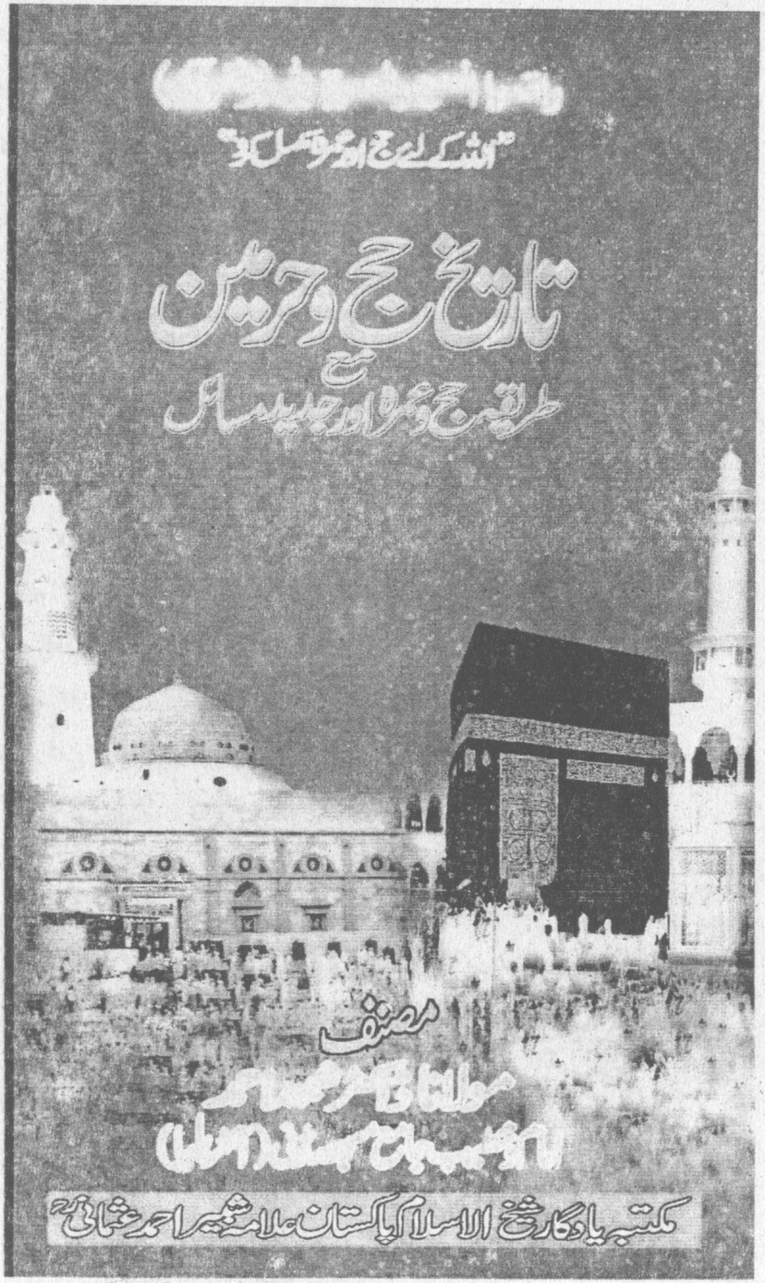
"اللہ کے لیے حج اور عمرہ کو مکمل کرو"
تاریخ حج وحرمین
مع
طریقہ حج وعمرہ اور جدید مسائل
مصنف
مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

گوشہ اردو

اسلام میں ادب اور اس کا کردار

☆ڈاکٹر محمد اظہار الحق

ادب ،جذبات، احساسات، اور خیالات کی نمائندگی کرتے اور انہیں خوبصورت ،دلکش اور دلنشین الفاظ میں پیش کرتے ہوئے سامع کے دل و دماغ میں اچھی طرح اتارنے کا نام ہے۔ اسلام ادب کو نہ صرف درست قرار دیتا ہے بلکہ اسے دین کو سمجھنے، اس کے دفاع اور ترویج کیلئے پوری طرح استعمال میں لاتا ہے۔حصول مقصد کے لئے وہ قصص، امثال ومواعظ،تشبیہات و استعارات اور تحاور وغیرہ کے مروجہ تمام انداز ادب اختیار کرتا ہے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ ادب کے سیاسی اور تفریحی پہلو کا کردار بھی اپنی جگہ مسلم رہا ہے۔ زیر نظر مقالے میں اسلام میں ادب کی اہمیت اور اس کے کردار کے بارے میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

ادب کیاھے ؟ادب،احساسات،افکار ونظریات اور خیالات کی نمائندگی اور اظہار کا نام ہے(۱) شہاب الدین النویری نے ادب کی تعریف کو وسعت دیتے ہوئے اس میں آسمان، انسان،حیوان ،نباتات، اور تاریخ سب کو شامل کیا ہے۔ان کے نزدیک معرفت کی تمام اقسام جن کے ذریعہ سے انسان مودب بن سکتا ہے،ادب میں شامل ہے۔(۲)
شوقی ضیف کے مطابق وہ انشائی اور بلیغ کلام جس کے ذریعہ قارئین اور سامعین کے احساسات پر اثر انداز ہوا جائے۔،خواہ کلام نظم میں ہو یا نثر میں ادب کہلاتا ہے۔(۳) بنی امیہ کے دور میں تعلیم کا پہلو بھی شامل ہوگیا۔ چنانچہ امراء اور وزراء کے بچوں کو شعر، خطب، ایام العرب، انساب اور عربوں کے واقعات کی تعلیم دینے والے اساتذہ کو مؤدبین کے نام سے موسوم کیا گیا(۴)
دوسری اور تیسری صدی ہجری میں اور خاص کر عہد عباسیہ میں تعلیمی اور تہذیبی معنوں کے ساتھ ساتھ ادب میں فنی اور تہذیب نفسی کے معنی شامل ہوئے۔اس کے ساتھ ساتھ اس میں نظم ونثر، انساب، اخبار، لغت، نحو، صرف اور نقد داخل ہوگیا۔جبکہ تیسری صدی میں اس میں فنی نثر اور ادبی

☆اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی علوم اسلامیہ وتحقیق گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد

تنقید کا اضافہ ہوا(۵) اس سلسلہ کی اہم کتب میں جاحظ (م۔۲۸۵ھ) کی البیان والتبیین، ابن قتیبہ (م۲۷۶ھ) کی الشعر والشعراء اور المبرد (م۔۲۵۵ھ) کی الکامل شامل ہیں۔ اس کے علاوہ امام بخاری (۲۵۶ھ) نے اپنی الجامع میں باب الادب اور ابو تمام نے حماسہ میں باب الادب کا اضافہ کیا۔(۶)

الانباری نے علم الادب کی آٹھ قسمیں بتائی ہیں۔ جبکہ علامہ زمخشری اور جرجانی نے بارہ علوم شامل کئے ہیں۔ آٹھ علوم میں لغت، صرف، نحو، اشتقاق، معانی، بیان، عروض، اور قافیہ ہیں۔ جبکہ دیگر چار میں رسم الخط، قرض الشعر، انشاء، نثر اور محاضرات شامل ہیں (۷) بہر حال ادب سے مراد ہر وہ کلام ہے جسکی معنی میں باریکی، گہرائی، اور خوبصورتی ہوتی ہے اور کبھی خوبصورتی الفاظ کی سحر بیانی، فصاحت اور مٹھاس میں ہوتی ہے اور کبھی الفاظ و معنی دونوں میں (۸)

اسلام اور ادب: اللہ تعالیٰ جب کسی قوم میں کوئی پیغمبر بھیجتا ہے تو اس قوم کے مخصوص حالات کے مطابق اسے معجزہ عطا کرتا ہے، تا کہ لوگ پیغمبر کے معجزے اور ان کے اپنے ماہرین کے فرق کو سمجھ سکیں۔ چنانچہ جس دور میں مصر میں جادو کا چرچہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو اس سے ملتا جلتا معجزہ عطا فرمایا۔ پھر جب بنی اسرائیل میں حکمت و طب کا غلبہ تھا۔ اور اس پر انہیں بڑا ناز تھا تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو مردوں کو زندہ کرنے اور اندھوں کے بینا کرنے اور کوڑھ کی بیماری سے صحت جیسے معجزات عطا کیے گئے (۹) عربوں میں فصاحت و بلاغت اور ادبی ذوق کی فراوانی تھی۔ اسی وجہ سے وہ دوسری اقوام کو عجم یعنی گونگے کہتے تھے۔ ان کے فصیح و بلیغ خطبے اور قصیدے اعلیٰ قسم کے ادبی شہ پارے مانے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میدان میں ان کا مقابلہ کرنے کیلئے جب محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو انہیں اس طرز کا بے مثال ادبی معجزہ دیا گیا، جس کے سامنے ان کی فصاحت و بلاغت ماند پڑ گئی۔ قرآن نے ان کو بارہا چیلنج کیا کہ اس قرآن جیسا کلام لا کر پیش کریں (۱۰) لیکن قرآن کی ادبی بلندی، عظیم خیالات و اخلاقیات، ماضی و مستقبل کے حالات و واقعات، شیریں بیانی، الفاظ، محاورات استعارات کا خوبصورت استعمال، مفہومات کی گہرائی و گیرائی وغیرہ کے آگے انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ نہ اس کا نظم میں مقابلہ کر سکے اور نہ نثر و سجع میں۔

بہرحال قرآن اسلامی ادب کا عظیم شاہکار ہے اور معیار بھی۔ اور اس کا بنیادی مقصد بھی قرآن ہی کے الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ: **وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم ولعلھم یتذکرون (۱۱)**
ترجمہ: ہم نے تمہاری طرف یہ ذکر اس لئے نازل کیا ہے کہ تم اسے لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کرو اور (اسلئے کہ) شاید کے یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

پھر حصول مقصد کے لئے قرآن نے مختلف ادبی پیرائے اختیار کئے۔ کہیں بالکل سادہ الفاظ میں اور سہل انداز میں ایمانیات کی دعوت دی گئی۔ تو کہیں مختلف واقعات قصص سنا کر راغب کرنے کی کوشش کی گئی۔ کہیں بات کو سمجھانے اور ذہن نشین کرانے کیلئے امثال کو آزمایا گیا ہے۔ تو کہیں خوبصورت استعارات وتشبیہات کو اپنایا گیا ہے۔ کہیں تحکمانہ انداز میں انذار ہے تو کہیں مختلف کرداروں کی زبان سے نہایت دلسوزی سے حق کی پکار ہے۔ کائنات کے بعض اسرار کو جیتے جاگتے کرداروں کی زبان سے بیان کیا گیا ہے۔ یا احوال آخرت کے بعض مناظر کیلئے مکالمہ کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

الغرض قرآن نے اپنے مقصد کو واضح کرنے اور اپنی دعوت سامعین وقارئین کے دلوں میں اتارنے کیلئے عہد جدید وقدیم کے تمام ادبی انداز ونمونے اختیار کئے ہیں جن میں ہر قسم کا ذوق رکھنے والے افراد کی تسکین طبع کا اہتمام کیا گیا ہے۔

قرآن کی ادبیت کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ نے مروجہ معروف عربی میدان کو بھی نہیں چھوڑا۔ کفار کے ہجویہ اشعار اور اسلام پر وار کا جواب بھی اشعار سے دیا مسلم شعراء کی خدمات اور صلاحیتوں سے استفادہ کیا اور انہیں جواب دینے پر آمادہ کیا۔ شاعر رسول حسان بن ثابت کو فرمایا:
اھج المشرکین فان جبریل معک اور یہ کہ **اجب عنی اللھم ایدہ بروح القدس (۱۲)**
کہ مشرکین کی ہجو کرو، جبریل آپ کے ساتھ ہے۔ اور یہ کہ میری طرف سے جواب دو۔ اے اللہ روح القدس کے ذریعہ سے اس کی مدد فرما۔

پھر شعری ادب کے مثبت پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: **ان من الشعر لحکمۃ (۱۳)** کہ بعض اشعار، بیشک حکمت سے بھرپور ہوتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے تو ادب کو دین کے دفاع کے لئے استعمال کرنے والے کو مجاہد قرار دیا ہے۔ اور ادبی لحاظ سے دین کی

خدمت کو جہاد اور ایمان۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ان المومن یجاهد بسیفه و لسانه (۱۲) ترجمہ: مومن، بیشک اپنی تلوار کے ذریعہ بھی جہاد کرتا ہے اور زبان کے ذریعہ بھی۔

خلفائے راشدین میں سے حضرت عمرؓ کا موقف اس بارے میں بڑا واضح اور اہمیت کا حامل ہے۔ وہ نہ صرف شعر و شاعری کو پسند کرتے تھے بلکہ ایک اچھے نقاد بھی تھے۔ عمرؓ جاہلی شاعری کو قرآن کی تعلیمات سمجھنے کیلئے ضروری سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا: علیکم بدیو انکم شعر الجاهلية، لا تضلوا، فان فيه تفسير كتابكم ومعنى كلامكم (۱۴) ترجمہ: تم اپنے اوپر جاہلی شاعری لازم کرو تو گمراہ نہیں ہوگے، کیونکہ اس میں تمہاری کتاب کی تفسیر اور تمہارے کلام کے معنی ہیں

یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ بہت سے قرآنی الفاظ کا استعمال عربی شاعری میں ہوا ہے۔ وہاں ان کے استعمال سے یہ بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ الفاظ کونسے معنی اور مفاہیم اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔

اولاد کو اس کی تعلیم دینے کی غرض سے والدین کو توجہ دلاتے ہوئے کہا: علموا اولادكم الرمى والفروسية ورووهم ماسار من المثل وحسن الشعر (۱۵) ترجمہ: اپنی اولاد کو تیر اندازی اور شہ سواری سکھاؤ اور ضرب المثل اور اچھے شعر یاد کراؤ۔

ان تمام روایات سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ کہ اسلام ادب کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور خاص کر وہ ادب جو دین کے دفاع، دشمن کے جواب اور اسلام کے فہم و اشاعت کیلئے ہو۔

ادب کا کردار اسلامی دور اول میں

ادب جس طرح پہلے بتایا گیا ہے، نظم اور نثر دونوں میدانوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس ضمن میں ہم جب عہد رسالت اور خلافت راشدہ کے ابتدائی دور کو دیکھتے ہیں تو ادب کا نظم اور نثر دونوں میں بھرپور کردار نظر آتا ہے۔ اس سلسلہ میں نظم کے کردار کا ایک طائرانہ جائزہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

ادب میں نظم کا کردار

یوں تو شاعری کا ہر دور میں عظیم کردار رہا ہے، جو عہد جاہلیت میں بھرپور تھا اور بعد کے ہر دور میں بھی پوری قوت سے جاری رہا۔ جاہلیت میں شاعر اپنے قبیلہ کا ترجمان ہوا کرتا تھا۔ اسکی پیدائش پر

خوشیاں منائی جاتی تھیں (۱۷)، کیونکہ وہ پروپیگنڈا اور میڈیا کے محاذ پر نہ صرف اپنی قوم کا دفاع کیا کرتے تھے۔ بلکہ دشمن قبائل پر بھرپور ادبی وار بھی کیا کرتا تھا جس سے بعض اوقات دشمن قبیلہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتا۔ جس طرح مشہور شاعر جریر نے ایک دفعہ اپنے ایک مخالف شاعر الراعی کے بارے میں کہا کہ:

فغض الطرف انک من نمیر فلا کعباً بلغت و لا کلابا

ترجمہ: تو آنکھیں جھکا کر تیرا تعلق تو قبیلہ نمیر سے ہے، تو نہ تو کعب تک (بڑائی) میں پہنچ سکا اور نہ کلاب تک

اسطرح پورا قبیلہ نمیر معاشرہ میں رسوا ہوا۔

بالفاظ دیگر جاہلی ہجو اپنے دشمنوں کے خلاف میدان جنگ میں ہتھیار سے زیادہ کارآمد ہتھیار تھا۔ (۱۸) یہی وجہ تھی جب کفار قریش مسلمانوں اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے تو آپ اسے نہ صرف بطور دفاع استعمال فرماتے بلکہ اسے دشمن پر کاری ضرب لگانے کیلئے بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ بقول عائشہؓ کے آپ ﷺ نے فرمایا: **اھجو قریشا فانہ اشد علیھم من رشق النبل** (۱۹) ترجمہ: تم قریش کی ہجو کرو کیونکہ یہ ان پر تیروں سے زیادہ کاری ضرب لگاتا ہے۔

اس کام کی انجام دہی کے لئے آپ نے حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن زہیر کو مقرر فرمایا تھا۔ قریش کے اسلام لانے سے قبل حسان بن ثابت کے الفاظ انہیں بہت زیادہ چبھتے تھے کیوں کہ وہ ان کے قومی عیوب بیان کرتے تھے۔ جبکہ عبداللہ ابن رواحہ کے اشعار، اسلام لانے کے بعد ان پر گراں گزرتے تھے، کیونکہ وہ انہیں بت پرستی پر عار دلایا کرتے تھے۔ (۲۰)

رسول اکرم ﷺ کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب کفار مکہ نے حضور ﷺ اور مسلمانوں کی ہجو کی تو اس پر خاموشی کے بجائے ترکی بہ ترکی جواب دیا گیا۔ ابوسفیان نے آپ ﷺ کی ہجو کی تو حسانؓ نے اپنا مشہور قصیدہ ھمزیہ دفاعاً اور جواباً پیش کرتے ہوئے کہا:

الا ابلغ ابا سفیان عنی فانت مجوف نخب ھواء

ھجوت محمدا فاجبت عنہ وعنداللہ فی ذاک الجزاء

اتهجوه ولست له بكفوء فشر كما لخير كما الفداء

ترجمہ: ابوسفیان کو میری بات پہنچادو کہ تو کھوکھلا اور ہوا سے بھرا ہوا ہے۔ (۲۱)

تو نے محمد ﷺ کی ہجو کی تو میں نے اس کا جواب دیا۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کے ہاں جزاء ہے۔

کیا تو اس شخص کی ہجو کرتا ہے جبکہ تو اس کی برابری کا نہیں۔ تم دونوں میں سے جو بدترین ہے وہ بہترین پر قربان ہو جائے۔

حضور اقدس ﷺ کی وفات کے بعد جب ابوبکرؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو اس دوران جزیرۃ العرب میں ارتداد کی لہر دوڑ گئی۔ بہت سے قبائل نے ایک طرف زکوۃ دینے سے انکار کیا۔ تو دوسری طرف ابوبکر کی خلافت کو تسلیم کرنے کے بجائے ان سے بغاوت اور ارتداد میں مختلف قبائل کے شعراء نے بھرپور کردار ادا کیا۔ زکوۃ کی عدم ادائیگی پر فخر اور ابوبکر صدیقؓ کی تقرری پر حیرت اور استعجاب کا اظہار کیا۔ اور لوگوں کو اسلامی حکومت کے خلاف اکسایا، اور اس کی عدم اطاعت کا مظاہرہ زکوۃ کی عدم ادائیگی کے ذریعہ کیا۔ اس سلسلہ میں هجاء کیلئے مشہور شاعر الحطیئہ (۴۵ھ/۶۶۵م) نے مسلمانوں پر بنو ذبیان کے حملہ پر فخر اور خوشی کے اظہار کے ساتھ ساتھ اپنے اشعار میں ابوبکر کو زکوۃ کی عدم ادائیگی کی وجوہات بیان کیں اور کہا:

فدى لبنى ذبيان امى و خالتى عشية يحدى بالر ماح ابو بكر

فقو موا ولا تعطو االلئام مقادة وقومو اوان كان القيام على الجمر

اطعنا رسول الله اذ كان صادقا فيا عجبا ما بال دين ابى بكر

ايور ثها بكراً اذا مات بعده فتلكت، وبيت الله قاصمة الظهر

ترجمہ: میری ماں اور خالہ بنی ذبیان پر فدا ہوں کہ جس شام ابوبکر کو نیزوں کے زور پر پسپا کیا گیا پس تم اٹھو اور کمینے لوگوں کو قیادت نہ دو۔ اٹھو (اس کے خلاف) خواہ دہکتے ہوئے انگاروں پر کیوں نہ ہو۔ کیا وہ اپنی موت کے بعد اونٹ کے بچے (بکر) کو اپنا وارث بنائے گا۔ بیت اللہ کی قسم یہ تو ہلاکت ہے۔ (۲۲)

اس طرح اس نے لوگوں کو بھی اکسایا کہ ابوبکر کو ہر قیمت پر اقتدار سے ہٹایا جائے کیونکہ ان کے نزدیک، وہ خلافت کا اہل نہیں تھا۔ ایسے ہی خیالات و جذبات کا اظہار نبوت کے دعویدار طلحہ بن

خالد نے کیا۔ اور بنو اسد کو اکسایا کہ قریش کے لوگوں کو یہ اجازت نہ دو کہ وہ تمہاری زکوۃ کی طمع کریں۔ اور انہیں کھلی بغاوت پر اکساتے ہوئے کہا:

اپنی زکوۃ کے جانوروں کی حفاظت اپنے نیزوں اور گھوڑوں سے اور ایسی تلواروں سے کرو جو کاٹ کر رکھ دینے والی ہیں (۲۳)

مسلمانوں کی طرف سے طلحہ بن خالد کو جواب دیتے ہوئے عوف بن عبداللہ الاسدی نے بزاخہ کی لڑائی میں اسے بھاگ جانے اور اس کے پیروکاروں کے شکست کھانے پر ان کی نوجواں خواتین کو پکڑنے، اس کے جھوٹے دعوی نبوت کو موضوع سخن بنایا ہے۔ اور میدان جنگ سے اپنی بیوی کے ہمراہ فرار کی منظر کشی کی ہے ایک گھوڑے پر اپنے پیچھے اپنی بیوی کو بٹھا کر فرار ہوتے ہوئے یوں لگ رہا تھا کہ اس نے پانی کا پرانا مشکیزہ باندھ رکھا ہو۔ وہ کہتا ہے:

سئلوا طليحة يوم ولىٰ هارباً　　بلوىٰ بزاخة اوالدما تتصبب

يوم اجتلبنا بالرماح عذارياً　　بيض الوجوه كأنهن الربرب

ونجا طليحة مردفاً امرأته　　وسط العجابة كالسقاء المحقب

ترجمہ: طلیحہ سے اس دن کے بارے میں پوچھو، جس دن وہ بزاخہ کے میدان سے اس وقت بھاگ رہا تھا جب خون فوارے کی طرح بہ رہا تھا۔

اس دن ہم نے سفید چہروں والی کنواری عورتیں نیزوں کے زور پر حاصل کیں کہ وہ ہرنیوں کے ریوڑ تھے۔

اور طلیحہ گرد و غبار کے ریوڑوں میں بھاگ گیا، جبکہ اپنی پیٹھ پیچھے اپنی بیوی کو یوں بٹھایا ہوا تھا گویا کہ وہ پانی کا مشکیزہ ہے۔ (۲۴)

قبولیت معذرت اور معافی میں کردار

یہ ادب ہی ہے جس نے دور قدیم سے ملزموں اور مجرموں کو موت کے منہ سے بچایا ہے۔ مشہور شاعر نابغہ ذبیانی کا مشہور واقعہ ہے کہ حیرہ کے بادشاہ نعمان نے کسی بات پر ناراض ہو کر اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ نابغہ نے اپنا مشہور دالیہ قصیدہ لکھ بھیجا جو اس شعر سے شروع ہوتا ہے:

يادار مية بالعلياء فالسند　　اقوت وطال عليها سالف الابد (۲۵)

ترجمہ: اے امیہ کے گھر جو بلندی اور چوٹی پر واقع ہے، وہ خاموش ہے اور اس پر طویل عرصہ گزر چکا ہے

اس قصیدہ میں شاعر نے نعمان کی سخاوت کو جوش مارتے ہوئے دریائے فرات سے تشبیہ دی ہے اور پھر شاعر نے انسانی عنصر اور اس کی کمزوری کو ملاح کی صورت میں پیش کیا ہے جو خوفناک موجوں کے رحم وکرم پر ہوتا ہے۔ اس طرح خوبصورت انداز میں بادشاہ کو موجیں مارنے والے دریا اور خود کو ایک کمزور ملاح سے استعارے کو استعمال کرتے ہوئے پیش کیا ہے کہ بادشاہ کے رحم و کرم پر اس کی زندگی کا دارومدار ہے۔ وہ کہتا ہے:

فما الفرات اذا جاشت غواربه ترمی او ادیه العبرین بالزبد

یظل من خوفه الملاح معتصماً بالخیزرانة بعد الاین والنجد

یوماً باجود سیب نافلة ولا یحول عطا الیوم دون غد(۲۶)

ترجمہ: اور نہ دریائے فرات (زیادہ سخی ہے) کہ جب اس کی لہریں موجیں مارنے لگیں اور اسکی لہریں ساحل پر جھاگ پھینکنے لگیں،
ان کے خوف کی وجہ سے ملاح خیزرانہ کے ساتھ بڑی مشقت اور پسینے سے شرآبور ہوکر چمٹا رہتا ہے
کیا یہ دریا اس کی عنایات وتحائف سے زیادہ سخاوت والا ہوسکا ہے جو آج کے تحائف کل کیلئے نہیں اٹھائے رکھتا
وہ مخالفین پر چغل خوری کا الزام لگاتا ہے اور خوگ کو بے گناہ ظاہر کرتا ہے، اور موت کی دھمکی پر اپنی بے قراری ظاہر کرتا ہے، اور معذرت پیش کرتا ہے۔ جس کا فطری تقاضا یہی ہوسکتا ہے کہ اسے معاف کیا جائے۔

عہد نبوی میں جب مشہور شاعر کعب بن زہیر نے آپ ؐ کی ہجو کی اور اسی بنا پر آپ ﷺ نے ان کے قتل کا حکم صادر فرمایا تو وہ علاقہ چھوڑ کر چلا گیا۔ لیکن اسے نہ کوئی امان وسکون کی جگہ ملی اور نہ کوئی اطمینان کی زندگی۔ نتیجتاً اسے چھپ کر مدینہ آنا پڑا۔ اور آپؐ کے سامنے اپنا بانت سعاد کے نام سے مشہور قصیدہ پڑھا۔ جس میں اس نے بعینہ وہی انداز اختیار کیا جو نابغہ نے اختیار کیا تھا۔ قصیدہ سن کر نہ صرف حضور نے انہیں معاف کیا بلکہ بطور انعام اپنی چادر عطا فرمائی۔ اس قصیدہ میں بھی کعب نے اپنی معذرت پیش کی اور رسول اللہ ﷺ سے معافی کی درخواست کی ہے۔ اس

پیدا ہونے والی صورتحال کو چغل خوروں کی کارستانی قرار دیتے ہوئے آپ ﷺ کی دھمکی کو جنگل میں دھاڑنے والے شیر سے تشبیہ دی ہے جسے سن کر بڑے جسیم ہاتھیوں کے دل بھی دہل جاتے ہیں اس نے اپنی معذرت کو اس خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے کہ سننے والا معاف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ قصیدہ کو اس شعر سے شروع کرتا ہے:

بانت سعاد فقلبی الیوم مبتول   متیم اثرھا لم یفد مکبول

ترجمہ: سعاد جدا ہوگئی اور آج میرا دل بیمار ہے۔ اس کے آثار کا ایسا غلام، کہ اسے چھڑایا نہیں جا سکتا اور اسے زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

یہاں کعب نے "سعاد" کا رمز یہ مام سعادت کی زندگی کیلئے استعمال کیا ہے۔ اور یہ پہلا شعر گویا کہ تمام قصیدہ کا خلاصہ ہے۔ گویا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ اس کی سعادت کی زندگی قتل کی دھمکی ملنے کے بعد اس سے جدا ہوگئی ہے، اور اس کے بعد وہ ایک ایسا قیدی بن گیا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو چھڑوا نہیں سکتی۔ اور آگے اپنی یہی حالت یوں بیان کرتا ہے:

وقال کل خلیل کنت آمله   لا الفینک انی عنک مشغول

ترجمہ: اور ہر جگری دوست جس سے مجھے امید تھی، اس نے کہا: میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا میں دوسرے کاموں میں مشغول ہوں۔

اور پھر آخر میں کہتا ہے۔

لذاک اھیب عندی اذا کلمه   وقیل انک مسبور مسؤل

من ضیغم من ضراء الاسد مخدره   ببطن عثر غیل دونه غیل

منه تظل حمیر الوحش ضامرة   ولا تمشی بوادیه الاراحیل

ترجمہ: اس وجہ سے میرے نزدیک زیادہ خوفناک ہے جب میں اس سے بات کرتا ہوں، اور مجھ سے کہا گیا کہ تجھ سے ضرور پوچھا جائے گا اور تجھے جوابدہی کرنی پڑے گی

(زیادہ خوفناک) ایسے شیر کی دھاڑ سے، جس کی کچھار عثر کی وادی میں ہے (دھاڑ کی آواز) لہر در لہر آتی ہے

جس سے وحشی گدھے خاموش ہو جاتے ہیں اور اس کی وادی میں کوئی شکاری شکار کے لئے نہیں جاتا۔

عہد صدیقی میں طلحہ الاسدی جسکا ذکر گزر چکا ہے، اس نے مسلمانوں کے خلاف لڑائیاں لڑیں۔ دو مشہور صحابہ عکاشہ اور معبد کو قتل کیا۔ پھرتے پھراتے عہد صدیقی ہی میں تائب ہوا اور اپنے کئے پر ندامت کا اظہار اپنے ایک مختصر سے قصیدہ میں کیا، اور اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا۔

فهل يقبل الصديق انى مراجع ومعط لما احدثت من حدث يدى

وانى من بعد الضلالة شاهد شهادة حق لست فيها بملحد

بان اله الناس ربى واننى ذليل وان الدين دين محمد(۲۸)

ترجمہ: کیا صدیق میری (اسلام کی طرف) مراجعت قبول کرتا ہے اور میرے گزشتہ کرتوتوں سے درگزر کرتا ہے

اور یہ کہ اپنی گمراہی کے بعد میں شہادت دیتا ہوں، ایسی سچی گواہی، کہ اسمیں الحاد نہیں۔

کہ لوگوں کا معبود میرا معبود ہے اور میں مطیع و فرمانبردار ہوں اور دین محمد ہی کا دین ہے۔

ابو بکر صدیقؓ تک یہ اعتذار جب پہنچتا ہے تو وہ اس کے سابقہ جارحانہ اقدامات سے درگزر کرتے ہیں، اس کے ارتداد اور معزز صحابہ کے قتل کو فراموش کر دیتے ہیں۔ اور یوں وہ اپنی نئی زندگی کا آغاز کر دیتا ہے۔

شعر، تفریح طبع اور جذبات کی تازگی کا ذریعہ :ادب کا مقصد یہ بھی ہے کہ ادبی شہ پارے انسان کی روزمرہ زندگی کی اشغال اور تھکاوٹ کے بعد ان کے مزاج میں تازگی پیدا کرتے ہیں، ان کو نیا جذبہ اور ولولہ دیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ تفریح طبع کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ شاید یہی وجہ تھی شریدؓ جب کسی موقع پر آپؐ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے تو آپؐ نے ان سے **امیہ بن ابی الصلت** کے اشعار سنانے کا مطالبہ کیا اور بار بار مزید کا تقاضا کیا، یہاں تک کہ شریدؓ نے **امیہ بن ابی الصلت** کے ایک سو تک اشعار سنائے (۲۹) غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے صحابہؓ رسول اکرم ﷺ سمیت سخت تھکا دینے والے کام میں مسلسل مصروف تھے۔ اور اگر تفریح طبع کا سامان نہ ہو تو کام سخت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر حضور ﷺ مختلف قسم کے رجز پڑھتے اور صحابہؓ ساتھ دیا کرتے تھے۔ مشہور رجزیہ تھے:

والله، لولا الله ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا(۳۰)

ترجمہ: خدا! کی قسم اگر یہ اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے تھے۔ نہ زکوۃ دے سکتے اور نہ نماز پڑھتے۔

شعر کا آخری لفظ تمام صحابہؓ مل کر گاتے۔ اس طرح تفریح طبع کے ساتھ ساتھ یہ طریقہ کار جذبوں کو نئی جلا بخشتا اور ساتھ ہی ساتھ صحابہؓ کو تھکاوٹ کا احساس نہیں ہونے دیتا تھا۔ اس دوران کبھی جذبہ جہاد کو گرم کرنے کیلئے یہ اشعار دہرائے جاتے تھے۔ حضور اقدس یہ شعر پڑھتے:

اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ   فاغفر الانصار والمھاجرۃ

ترجمہ: اے اللہ زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔ خدایا! انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

اس کے جواب میں مہاجرین عہد جہاد کی تجدید کرتے اور اپنے حوصلوں کو ان اشعار سے جلا بخشتے:

نحن الذین بایعوا محمدا   علی الجھاد ما بقینا ابدا (۳۱)

ترجمہ: ہم تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد کی بیعت اس بات پر کی ہے کہ جب تک ہم باقی ہیں جہاد ہی کریں گے۔

ہجرت کے وقت آپ جب قبا پہنچے تو پہلا کام وہاں تعمیر مسجد کا کیا۔ آپؐ دیگر صحابہ کے ہمراہ بھاری پتھر اٹھاتے، اور یہ پر مشقت کام انجام دیتے۔ صحابہ میں مشہور شاعر عبداللہ بن رواحہ بھی بحیثیت مزدور کام کیا کرتے تھے۔ "اور جس طرح مزدور کام کرتے وقت تھکن مٹانے کو گاتے جاتے ہیں، وہ یہ اشعار گاتے جاتے تھے:"

افلح من یعالج المساجدا   ویقرأ القران قائما وقاعدا   ولا یبیت اللیل عنه اقدا

ترجمہ: وہ کامیاب ہے جو مسجد تیار کرتا ہے، اور اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے اور رات کو جاگتا رہتا ہے۔ (۳۲)

اور یہی وہ راز ہے جسکی وجہ سے اونٹ کے سفر کے دوران حدی خواں حدی گاتا ہے، گانے کی آواز پر اونٹ کا جوش بڑھتا جاتا ہے، اور یوں اپنی رفتار تیز کرتا جاتا ہے۔

تفریح طبع اور اظہار مسرت کے لئے بھی شعری ادب کا کردار اہم رہا ہے۔ انسان اپنے اندر مختلف قسم کے جذبات واحساسات رکھتا ہے۔ خواہ یہ غم کے جذبات ہوں یا خوشی کے۔ بسا اوقات وہ ان جذبات کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ ان کے اظہار کے لئے وہ اشعار کا سہارا لیتا ہے۔ کبھی وہ مدح وفکر کا

لہجہ اپناتا ہے تو کبھی رثاء کا۔ اور کبھی کبھی چھوٹے چھوٹے رجزیہ کلمات کی صورت میں اپنے تأثرات کی ترجمانی کرتا ہے۔ خوشی کے ان جذبات کو ہم ہجرت رسول کے وقت اہل مدینہ کے ہاں پاتے ہیں۔ جب نبی کی قبا آمد کی خبر پہنچی تو اہل مدینہ، مرد و زن اور بوڑھے بچے سب خوشی کے اظہار کے لئے مدینہ سے باہر نکل آئے۔ راستہ میں دورویہ کھڑے ہوکر اپنی خوشی کا اظہار ان الفاظ میں کرنے لگے۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع(۳۴)

ترجمہ: ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چاند طلوع ہوا ہے۔

ہم پر شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں

اس طرح چھوٹی بچیاں بھی دف بجا بجا کر اپنی خوشی کا اظہار یہ گیت گا کر اس پرمسرت موقع کی رنگینی کو دوبالا کر رہی تھیں، اور کہتی جاتی تھیں:

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

ترجمہ: ،ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں، محمد ﷺ کیا ہی اچھے ہمسائے ہیں

غم کے اظہار کیلئے شاعری

غم کے جذبات کے لئے زخم خوردہ لوگ عام طور سے مرثیہ کی صورت میں ان کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس کیلئے اوائل اسلام میں عہد صدیقی میں جب مالک ابن نویرہ کو ارتداد کی وجہ سے قتل کیا گیا تو اس کے غم میں اس کے بھائی متمم نے مشہور مرثیے گائے۔ اور ان میں اپنے بھائی کی جدائی پر غم واندوہ کا اظہار کیا۔ اس کے مرثیے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

وکنا کند مانیٔ جذیمۃ حقبۃ من الدھر حتیٰ قیل لن یتصدعا

فلما تفرقنا کأنی ومالکا لطول اجتماع لم نبت معا

فان تکن الایام فرقن بیننا فقد بان محمودا اخی حین ودعا(۳۵)

ترجمہ: ہم دونوں ایک عرصہ تک جزیمہ کی دوندیموں کی طرح تھے، یہاں تک کہا گیا کہ یہ ہرگز جدا نہ ہونگے پھر جب ہم جدا ہوئے تو یوں لگا کہ، باوجود طویل عرصہ ساتھ رہنے کے، ہم گویا ایک رات بھی

اکٹھے نہیں سوئے۔

اگرچہ زمانہ نے ہمارے درمیان جدائی ڈال دی، لیکن میرا بھائی جب رخصت ہوا تو اس حال میں گیا کہ وہ قابل ستائش تھا۔

اس مرثیے میں متمم ابن نویرہ بڑے خوبصورت انداز میں اپنے بھائی مالک کو رو رہا ہے اور اس کے ساتھ اپنے تعلق کو ظاہر کر رہا ہے۔ اور دونوں کے درمیاں آپس کی محبت کو ایک جاہلی دور کے حکمراں، جزیمہ، کے دو ندیموں سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح ان کے بارے میں لوگوں کا تصور تھا کہ یہ کبھی جدا نہ ہونگے، لیکن تقدیر نے ان کے درمیان جدائی ڈال دی۔ بالکل اسی طرح ہم دونوں بھائیوں کے تعلق کی مثال دی جاتی تھی۔

اس تمام بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نہ صرف ادب کو جائز سمجھتا ہے بلکہ ادب کو معاشرے میں اس کا جائز مقام عطا کرتا ہے۔ ادب شعر و شاعری کو نہ صرف تفریح طبع کا ذریعہ بناتا ہے بلکہ اسے بڑھ کر اسے جذبوں کو جلا بخشنے، دین اور مسلمانوں کے دفاع کرنے اور دعوت پھیلانے کا موثر ذریعہ سمجھتا ہے۔ اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ادبی صلاحیت رکھنے والا فرد اپنی سحر بیانی کی وجہ سے خطرے میں گھری ہوئی زندگی کو خطرات سے نکال سکتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ محمد حنیف گنگوہی، تحفۃ الادب (مترجم) ملتان: مکتبہ شراکت عملیہ، ۱۳۸۶ھ، ص/ ۶

۲۔ دکتور حسن شاذلی وغیرہ، الادب ونصوصہ وتاریخہ (الطبعۃ التاسعۃ) وزارۃ المعارف، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ۱۹۹۲ء، ص/ ۲۷۔

۳۔ مشوقی ضیف، العصر الجاہلی، قاہرہ: دار المعارف، ۱۹۶۰، ص/ ۷

۴۔ ایضاً ص/ ۷

۵۔ محمد حنیف گنگوہی، تحفۃ الادب، ص/ ۸

٦۔ایضاً ص/ ٧
٧۔ایضاً ص/ ٨
٨۔عمر رضا کحالہ، الادب العربی فی الجاہلیۃ الاسلام، دمشق، مطبعۃ العونی ١٩٧٢ء، ص/ ٥
٩۔قرآن ٥۔١١٠
١٠۔سورۃ الاسراء آیت ٨٨ میں اس جیسا قرآن لانے کو کہا گیا۔ پھر سورۃ ھود آیت ١٣ میں دس سورتیں لانے کو کہا گیا۔ آخر میں سورۃ بقرۃ آیت نمبر ٢٣ اور سورۃ یونس آیت ٣٨ میں ایک سورۃ لانے کا چیلنج دیا۔ لیکن جواب دینے میں ناکام رہے۔
١١۔النحل: ٤٤۔
١٠۔ولی الدین الخطیب، مشکوۃ المصابیح، باب: البیان والشعر
١٣۔ایضاً
١٤۔محمد حنیف (مترجم) تحفۃ الادب ص: ٥۔
١٥۔شبلی نعمانی۔الفاروق، اسلامی اکادمی لاہور، ١٩٧٧ص/ ٣٨٦
١٦۔مشکوۃ باب البیان والشعر۔
١٧۔محمد اظہار الحق Poetry of the Riddah Wars;Its literacy Political, and Religious Aspects Manuscript of Ph.D Dissertation submited to Indiana University, Bloomington, Indiana.USA,1998. P/33
١٨۔ایضاً ص/ ٦٦
١٩۔مشکوۃ باب البیان والشعر۔
٢٠۔مجلۃ السنۃ، العدد السابع والثلاثون بعد المئۃ۔١٤٢٥ھ، یولو/ ان، اغسطس ٢٠٠٤م، ص/ ١٠٧، والادب الاسلامی لدکتور مبس توفیق۔
٢١۔حسان بن ثابت، الدیوان، المکتبۃ العلمیۃ، لاہور، ت۔ن۔١: ٨!
٢٢۔الحطیئۃ، دیوان الحطیئۃ، تحقیق ایلیا حاوی، بیروت، دار الثقافۃ: ت۔ن۔ص/ ٢٧

۲۳۔ ایلیا حاوی، فن الھجا وتطورہ عند العرب، بیروت، دار الثقافۃ، ت۔ن۔ص/ ۱۹۔۱۸
۲۴۔ واقدی، کتاب الردۃ، (تحقیق الجبوری) بیروت، دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۰۔ص/۹۲۔۹۳
۲۵۔ النابغۃ الذبیانی، دیوان، تحقیق شکری فیصل، دار الفکر، ت۔ن۔۲:۲۶
۲۶۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، مادہ النابغۃ الذبیانی
۲۷۔ اس سلسلہ میں تفصیلی بحث میرے پی ایچ ڈی کے مقالے میں اعتذاز کے باب میں درج ہے۔اس کے علاوہ دیکھیں Suzanne Stetkerych'' کی کتاب
''The Mute Immortals Speák
Ithaca and London; Cornell University Press,1993, P161.180
۲۸، واقدی، کتاب الردۃ،ص/۱۰۱،۱۰۰
۲۹۔ صحیح مسلم، ۱۵: کتاب البیان والشعر
۳۰۔ ایضاً
۳۱۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد: باب التحریض علی الجہاد
۳۲۔ شبلی، سیرۃ النبی، ۱:۲۶۷
۳۳۔ ایضاً ص/ ۲۶۸۔۲۶۹
۳۴۔ ایضاً ص/ ۲۶۹
۳۵۔ اس پر تفصیلی بحث میرے پی ایچ ڈی کے مقالے کے 'باب الرثاء' میں موجود ہے۔